(١٤) بدائع الصنائع' لكسائى ٩٧/٧۔

(١٥) شذ العرف فى فن الصرف للحملاوى' ص ٤٣۔

(١٦) لسان العرب لابن منظور' مادة جهد۔

(١٧) تفسير شوكانى ١٩٣/٤۔

(١٨) حاشية الجمل على الجلالين ٤٤١/٣۔

(١٩) القاموس الفقهى سعدى بن ابو حبيب ٧١۔

(٢٠) تفسير نيشا پورى ١٢٦/١٠۔

(٢١) حاشيه ابن عابدين ٣٣٦/٣۔

(٢٢) مغنى المحتاج للشيخ محمد الشربينى الخطيب شرح المنهاج للنووى ٢٢٣/٤۔

(٢٣) مصنف ابن ابى شيبه ٢٨٧/٥۔ وصحيح البخارى' ح ٢٧٨٧۔ وصحيح مسلم' ح ١٨٧٨۔

(٢٤) مسند احمد مع تخريج احمد شاكر ٥١/١١۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانى ٩/٢۔ قال الالبانى اسناده صحيح علىٰ شرط مسلم۔

(٢٥) مصنف ابن ابى شيبه ٢٥/٥۔ والحاكم۔ والترغيب والترهيب ١٣٦/٢۔ وابوداوٗد' ح ٢٥٢٠۔

(٢٦) بدائع الصنائع للكاسانى ٩٧/٧۔

(٢٧) منح الجليل مختصر سيدى خليل للشيخ محمد عليش ١٣٥/٣۔

(٢٨) حاشيه البجيرمى ٢٢٥/٤۔

(٢٩) المهذب ٢٢٧/٢۔

(٣٠) المغنى لابن قدامه ٣٧٥/١٠۔

(٣١) مصنف ابن ابى شيبه ٣٣٥/٥۔

(٣٢) مصنف ابن ابى شيبة ٣٤١/٥۔

(٣٣) مصنف ابن ابى شيبه ٣٤٢/٥۔

(٣٤) القسطلانى ٣٠/٥۔

(٣٥) الاسرار المرفوعة ملا على قارى' ص ١٢٧' ح ٤٨٠'٤٨١۔ سلسلة الاحاديث الضعيفة للالبانى' ح ٢٤٦٠۔ محدثین نے اس حدیث کو انتہائی ضعیف اور منکر قرار دیا ہے۔

(٣٦) سبل السلام للصنعانى ٤٢/٤۔

(٣٧) الاحكام السلطانية للماوردى۔

❖ ❖ ❖

توضیح و تنقیح

عقیدۂ ابنیت مسیح علیہ السلام
حقائق کی روشنی میں

محمد شوکت ایاز علی ☆

عیسائی دنیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا خیال کرتی ہے اور اس عقیدہ کا اظہار ان کی تعلیمات اور گفتگو کا جزوِ لاینفک اور روحِ رواں ہے۔ ہم ذیل میں اس عقیدہ کا علمی اور تحقیقی سطح پر جائزہ پیش کرتے ہیں۔

عقیدۂ ابنیت اور قرآن مجید

اس سلسلہ میں خدا کی آخری، کامل، دائمی اور لاتبدیل کتاب قرآن مجید کے دو دعوے ہیں۔ ایک یہ کہ:

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا......﴾ (بنی اسراء یل: ۱۱۱)

''آپ اعلان فرما دیجیے کہ تمام تعریف اس ذات الٰہی کے لیے ہے جس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا ہے۔''

دوسرا دعویٰ یہ کہ:

﴿ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ یُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ﴾ (التوبة: ۳۰)

''یہ بات (کہ عزیرؑ یا مسیحؑ خدا کا بیٹا ہے) ان کے مُنہ کی ہے (خدا نے نہیں فرمائی) وہ اپنے سے پہلے کافروں کی اتباع اور نقل کر رہے ہیں۔''

قرآن مجید نے ابن اللہ کے عقیدہ کو نہایت قبیح اور ناقابل برداشت گناہ اور کفر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۙ﴿۹۰﴾ اَنْ

☆ سابق سیکرٹری جنرل پاکستان کرسچین ایسوسی ایشن۔

دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾﴾ (مریم)

> ''قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ پڑیں' زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اس بات پر کہ انہوں نے رحمٰن کا بیٹا قرار دیا ہے' حالانکہ خدائے رحمٰن کے شایانِ شان ہی نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے''۔

اس سلسلہ میں ایک جگہ فرمایا:

﴿مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿۵﴾﴾ (الکہف)

> ''ان کو اس کے متعلق کوئی علم نہیں اور نہ ان کے آباء واجداد کو۔ بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے' یہ محض جھوٹ کہتے ہیں۔''

الغرض قرآن مجید میں اس غلط نظریہ کی نہایت مذمت کی گئی ہے' اسے شدید کفر قرار دیا گیا ہے اور متعدد مقامات پر نہایت اہتمام سے اس کی تردید کی گئی ہے۔ چنانچہ سورۃ الکہف کے شروع میں نزولِ قرآن کا مقصد دو چیزوں کو قرار دیا گیا ہے۔ ایک تو ہر خطا کار اور مجرم کو بُرے انجام سے آگاہ کرنا اور دوسرے ان لوگوں کو متنبہ اور آگاہ کرنا جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے۔

بائبل اور عقیدۂ ابنیت

انجیل مروّجہ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اس سے بھی اس عقیدہ کی واضح نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ دیکھیے کہ انجیلوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تقریباً سو مرتبہ اپنے متعلق ابن آدم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ لہٰذا اگر آپؑ واقعی خدا کے بیٹے ہوتے تو آپ کبھی یہ لقب (ابن آدم' ابن انسان) استعمال نہ کرتے' یا کم از کم دو چار مرتبہ ہی اپنے لیے لفظ ''ابن اللہ'' استعمال فرما کر اس عقیدہ کا اظہار فرما دیتے۔

حضرتِ مسیح علیہ السلام کا ذاتی اقرار

انجیل متی میں لکھا ہے کہ:

> ''جب یسوع قیصریہ فلپی کے علاقے میں آیا تو اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ ابنِ آدم کو کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں' بعض ایلیا' بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔ اس نے ان سے کہا مگر تم مجھے کیا کہتے ہو؟ شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے''۔ (متی:۱۶:۱۳تا۱۶)

ملاحظہ فرمائیں کہ مسیح علیہ السلام نے خود کو ابنِ آدم کہہ کر حواریوں سے سوال کیا ہے، یعنی اپنی حقیقت ظاہر کر کے پوچھا ہے کہ لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں؟ تو حواریوں نے انسان ہی میں سے کسی نبی کا نام لیا ہے۔ مگر آخر میں پطرس نے آپؑ کے بارے میں کہہ دیا کہ تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ مگر یہ بات ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ یہاں پطرس کے جواب میں انجیل نویسوں نے تبدیلی کر دی ہے، اس لیے کہ مسیح تو خود اپنے آپ کو ابن آدم کی حیثیت میں قرار دے کر سوال فرما رہے ہیں تو پھر ابن آدم ابنِ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ نیز یہی سوال و جواب انجیل مرقس اور لوقا نے بھی نقل کیا ہے، مگر وہاں پطرس کا جواب یوں نقل کیا گیا ہے کہ:

''پطرس نے جواب میں اس سے کہا کہ تو مسیح ہے''۔ (انجیل مرقس ۲۹:۸)

ایسے ہی تیسری انجیل لوقا میں ہے:

''پطرس نے جواب میں کہا کہ خدا کا مسیح'' (لوقا ۲۰:۹)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ اصل حقیقت یہاں پر منکشف ہو گئی ہے کہ دونوں انجیل نویسوں نے پطرس کا جو جواب نقل کیا ہے وہ خود مسیح کے اقرار و اعلان کے عین مطابق ہے، کیونکہ مسیح نے بھی اپنے آپ کو ابنِ آدم کہہ کر سوال کیا تھا، اور پطرس نے بھی یہی کہا کہ تو خدا کا مسیح یعنی اس کا برگزیدہ ہے، خدا کا بیٹا نہیں کہا۔ یہ لفظ عیسائی علماء کی غلطی یا تحریف کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اس طرح جواب سوال کے مطابق نہیں رہتا۔ نیز سب سے پہلی انجیل مرقس ہے، جس سے اخذ کر کے متی حواری نے اپنی انجیل مرتب کی تھی۔ تو جب اصل ماخذ میں خدا کے بیٹے کا لفظ نہیں ہے تو ناقل نے اسے کہاں سے لے لیا؟ لہٰذا یہی حقیقت ہے کہ یا تو مرتب انجیل کو غلطی لگ گئی، یا پھر اس نے جان بوجھ کر یہ اضافہ کیا ہے یا پھر بعد کے کسی کاتب یا پادری کی کارستانی ہے۔ اور ایسی کارستانیاں اناجیل میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

''ابنِ خدا'' کا لفظ اور یونانی متن

(۱) انجیل مرقس اردو مطبوعہ ۱۹۰۸ء و ۱۹۲۴ء کے شروع میں لکھا ہے کہ: ''خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی خوشخبری کا شروع''۔ مگر نیچے اس پر حاشیہ دے کر لکھا ہے کہ یونانی میں ''خدا کے بیٹے'' کا لفظ نہیں ہے۔ (۱) تو جب اصل یونانی میں نہیں تو پھر ترجمہ میں کہاں سے آ گیا؟

---

(۱) اسی طرح نیو امریکن بائبل میں یہ لفظ (خدا کا بیٹا) بریکٹ میں درج ہے۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن میں یہ لفظ سرے سے درج ہی نہیں۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن، دی نیو انگلش بائبل، گڈ نیوز بائبل اور نیو انٹرنیشنل ورشن کے متن میں یہ لفظ درج ہے، مگر حاشیہ میں اس کی نفی کی گئی ہے۔

چنانچہ یہی حقیقت پادری برک ہاف بی۔ ڈی صاحب منکشف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اردو ترجمہ کرنے والوں نے کیونکر ابن آدم کے لیے اور خدا کے بیٹے کے لیے ایک ہی طریقے کا محاورہ استعمال نہ کیا؟ یونانی محاورے بالکل ایک دوسرے کے مطابق ہیں' اردو میں بھی ایک ہی محاورہ استعمال کرنا چاہیے تھا۔ وہاں ابنِ آدم یہاں ابن خدا یا ابن اللہ!'' (مسیحی علمِ الٰہی کی تعلیم' ص ۲۲۸ مطبوعہ لاہور)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا اقتباس کیسی وضاحت سے اصل حقیقت سے پردہ اٹھا رہا ہے کہ یونانی متن میں یہ لفظ نہیں ہے' یہ اردو ترجمہ کرنے والوں نے ستم ڈھایا ہے۔

(۲) انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ:

> ''یسوع نے سنا کہ انہوں نے اسے باہر نکال دیا اور جب اس سے ملا تو کہا کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لایا ہے؟'' (یوحنا ۹: ۳۵) مگر اس آیت پر فٹ نوٹ دے کر لکھا ہے کہ: ''یونانی میں (خدا کے بیٹے کی جگہ) 'ابن آدم' ہے''۔

اب فرمایئے کہ یہ لوگ کیسے عوام کو دھوکا دیتے ہوئے انجیل میں ردّ و بدل کر رہے ہیں! پھر ہمیں کہتے ہیں کہ انجیل شریف میں یسوع کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے' جبکہ وہاں ایسا نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ جب اتنے مقامات پر ان کا راز فاش ہو گیا' جعل سازی ثابت ہو گئی تو باقی کا کیا اعتبار رہ جاتا ہے؟ لہٰذا معلوم ہو گیا کہ یہ عقیدہ اصل انجیل کا نہیں بلکہ بعد میں گھڑا گیا ہے۔ جب خود مسیحؑ نے تقریباً سو مرتبہ لفظ ابنِ آدم استعمال کیا ہے تو ہم صرف بعض پادریوں کے کہنے پر کیسے ان کو خدا کا بیٹا مان لیں؟ اور کسی کو کیا حق ہے کہ ہم پر یہ جعلی عقیدہ ٹھونسنے کی کوشش کرے؟ اور جب ہم نے انجیل میں اس لفظ کے متعلق عیسائیوں کی جعل سازی ثابت کر دی کہ انہوں نے خود ابن آدم کی جگہ ابن خدا بنا لیا ہے' اصل یونانی متن میں نہیں ہے ⁽¹⁾ تو اب بتلایئے کہ اس جعلی عقیدے کو ہمارے سامنے کیوں پیش کرتے ہیں؟

(۳) اسی طرح اعمال ۸: ۳۷ جعلی ہے۔ پادری ولیم جی ینگ صاحب (ایم اے۔ بی ڈی۔ پی ایچ ڈی) تحریر کرتے ہیں کہ:

> ''غالباً کلیسیا کا پہلا عقیدہ یہ تھا کہ یسوع مسیح خداوند (آقا جناب) ہے (رومیوں ۱۰: ۹' کرنتھیون اوّل ۱۲: ۳' کرنتھیوں دوم ۴: ۵) اور کچھ عرصہ کے بعد یہ کہ

---

(۱) پادری لوئیس برک ہاف بی ڈی لکھتے ہیں کہ ''یونانی میں ابن آدم مذکور ہے لیکن اردو ترجمہ کرنے والوں نے ابن خدا لکھ دیا ہے' اگر ہم لفظ بیٹا استعمال نہ کرتے تو مجھے یقین ہے کہ اس بات کا سمجھنا اتنا مشکل نہ ہوتا''۔ (مسیحی علم الٰہی کی تعلیم' ص ۲۲۸ مطبوعہ لاہور)

> میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے (اعمال ۸:۳۷) —— یہ آیت ۸:۳۷ سب سے قدیم نسخہ جات میں موجود نہیں اور علماء کا خیال یہ ہے کہ کسی کاتب نے نسخہ کے نقل کرتے وقت اس عقیدہ کو شامل کیا جو وہ خود استعمال کرتا تھا‘‘ (کتاب ’’رسولوں کے نقش قدم پر‘‘ از پادری ولیم جی ینگ‘ ص ۲۱۸ مطبوعہ لاہور)

ناظرین کرام! ذرا بغور ملاحظہ فرمائیں کہ کیسی وضاحت سے پادری صاحب نے اصل حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ ابتدا میں ابنیت کا عقیدہ ہی نہ تھا بلکہ پہلے مسیحؑ کو صرف خداوند یعنی جناب اور آقا سمجھتے تھے‘ پھر بعد میں کہیں جا کر کسی نے یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے‘ اس کے بعد اسی عقیدہ کے کسی فرد نے اس عقیدہ کی تائید میں ایک آیت بھی گھڑ کر اپنے کلام مقدس میں شامل کر دی۔ یا للعجب!

ملاحظہ فرمائیں ان لوگوں کی دیدہ دلیری کہ اپنے من گھڑت عقائد کی تائید اور اثبات کے لیے از خود آیات بنا بنا کر انجیل میں شامل کرتے رہے۔ پھر صرف یہی ایک آیت نہیں بلکہ بندہ نے ان کی چند مختلف بائبلز کا موازنہ کر کے تین صد ستر آیات کا جعلی اور الحاقی ہونا ثابت کر دیا ہے‘ جن کی روشنی میں ان کے بعض مرکزی عقائد ختم ہو جاتے ہیں۔ جیسے یوحنا ۵:۷ آیت انہوں نے تثلیث کے ثبوت میں گھڑ کر شامل کی ہے‘ اگرچہ اب اس کو نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح یہ اعمال ۸:۳۷ قدیم نسخوں میں موجود ہی نہیں‘ مگر میرے پاس موجود نسخوں میں سے یہ آیت ۱۸۷۰ء کے نسخے میں بلا بریکٹ مع نمبر موجود ہے‘ پھر اس کے بعد اردو ترجمہ سے نکال دی گئی‘ مگر اب پھر اردو تراجم میں اس آیت کو بریکٹ میں داخل کر دیا ہے۔ جبکہ عربی بائبل میں اب بھی ۱۸۷۰ء کے نسخے کی طرح بلا بریکٹ ہی درج ہے۔ بعض بائبلز میں بریکٹ میں ہے اور بعض میں نمبر موجود مگر الفاظ ہیں۔ اس کی پوری بحث میرے مسودہ میں موجود ہے۔

’’خدا کا بیٹا‘‘ درآمدی اصطلاح ہے

پادری خیر اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ اصطلاح غیر اسرائیلی ہے۔ پہلی قوموں کے قصہ کہانیوں سے تراشی گئی ہے۔ (دیکھئے قاموس الکتاب‘ کالم ۲‘ ص ۳۶۱‘ مطبوعہ لاہور)

فرمایئے قرآنی دعویٰ کیسے دلائل اور براہین سے ثابت ہو گیا! اس سے انکار نہیں کہ فی زمانہ بائبل میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر اسی بائبل میں وہ حقائق بھی اظہر من الشمس ہیں جن کو مندرجہ بالا سطور میں پیش کیا گیا ہے‘ لہٰذا اس دوسرے پہلو کا جائزہ لینا بھی لازمی ہو گا۔

''خدا کے بیٹے'' کی اصطلاح کی حقیقت

انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ:

''جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں وہ نہ خون سے، نہ جسم کی خواہش سے، نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے''۔ (باب اوّل، آیت ۱۲ و ۱۳)

یعنی ہر وہ انسان جو خدا پر ایمان لائے وہ خدا کا بیٹا ہے۔ دوسری جگہ لکھا ہے:

''مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں، کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے''۔ (متی ۹:۵)

حاصل کلام یہ ہوا کہ خدا پر ایمان لا کر اس کی مرضی پر چلنے والے خدا کے بیٹے یعنی محبوب ہیں۔ گویا بیٹا محبوب اور پیارے کے معنی میں ہے۔ تو اس لحاظ سے حضرت مسیحؑ کی کوئی خصوصیت نہیں رہتی۔ جیسے وہ خدا کا محبوب اور پیارا ویسے ہی ہر ایک صالح مؤمن خدا کا بیٹا کہلا سکتا ہے۔ ''جو خداوند کی صحبت میں رہتا ہے، اس کے ساتھ ایک روح ہوتا ہے''۔ (کرنتھ ۷:۶) ''اس لیے کہ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں اسی باعث وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا''۔ (عبرانیوں ۱۱:۲) یعنی سب آدم کی اولاد اور انسان ہیں، ان میں سے کوئی بھی خدا یا اس کا بیٹا نہیں ہے۔ مسیحؑ نے سب مؤمنوں کو اپنا بھائی کہا ہے تو جیسے مسیحؑ خدا کا بیٹا ہے ویسے ہی اس کے تمام بھائی (مؤمن) بھی خدا کے بیٹے کہلائیں گے، لہٰذا اگر مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہو تو اس کے تمام بھائیوں کو بھی خدا کا بیٹا کہو۔

کون کون ''خدا کا بیٹا'' ہے؟

(۱) آدمؑ خدا کا بیٹا (لوقا ۲۸:۳)

(۲) حضرت سلیمانؑ خدا کا بیٹا (سلاطین اوّل ۹:۲۲، ۱:۲۸)

(۳) اسرائیل خدا کا پہلوٹھا (خروج ۶:۴)

(۴) تمام مفتی اور قاضی خدا کے بیٹے (زبور ۶:۸۲)

(۵) فرشتے خدا کے بیٹے (کتاب ایوب ۶:۱ و ۱۷:۳۸، دانیال ۲۸:۳)

(۶) تمام یہودی خدا کے بیٹے (کتاب استثنا ۱۴، خط رومیوں ۴:۹)

(۷) سب یتیم خدا کے بیٹے (زبور ۵:۶۸)

(۸) حضرت داؤدؑ خدا کا اکلوتا (زبور ۸۹)

(۹) ابراہ خدا کا پہلوٹھا (یرمیاہ ۹:۳۱)

(۱۰) تمام نیک لوگ خدا کی نسل (اعمال ۲۹:۱۷)

(۱۱) حتیٰ کہ ایک جگہ نافرمانوں کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے (یسعیاہ ۳۰:۱)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ اس لفظ کا استعمال کتنا عام ہوا ہے، مگر یہ سب مجازی معنوں میں ہے۔ لہٰذا اگر مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہو تو سب کو کہو، اس کی کوئی تخصیص نہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ سب سے زیادہ محبوب ہے، لہٰذا وہ اکلوتا بیٹا یعنی زیادہ پیارا ہے تو مندرجہ بالا حوالہ جات میں دیکھیے کہ کئی اور افراد، مثلاً ابراہیمؑ اور داؤدؑ کو بھی اکلوتا کہا گیا ہے۔ تو اگر دوسرے افراد کے متعلق یہ اصطلاح اور لقب جاری نہیں ہوا اور نہ تم اب کرتے ہو تو مسیحؑ کے متعلق یہ لفظ کیسے استعمال ہو سکتا ہے؟

مزید وضاحت

انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ جب یہود نامسعود نے مسیحؑ پر اعتراض کیا کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ کیا تمہاری شریعت میں ان لوگوں کو خدا نہیں کہا گیا جن کے پاس خدا کا کلام آیا؟ یعنی نبیوں کو بوجہ نزولِ وحی و کلام کے مجازاً خدا کہا گیا ہے۔ (زبور ۸۲:۶، انجیل یوحنا ۱۰:۴۳)

ناظرین کرام! یہ ہے مسئلہ کی اصل صورت جس کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے عیسائی علماء اور عوام خواہ مخواہ اس مسئلہ کو ناحق اس طرح اچھالتے اور دوسروں پر ٹھونسنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صراطِ مستقیم نصیب فرمائے، آمین!

پھر توجہ فرمائیے کہ جب مسیحؑ کے علاوہ ہر ایک مؤمن کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے، تمام یہود کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے، آدمؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ اور ابراہیمؑ کو خدا کا بیٹا بلکہ بعض کو اکلوتا بیٹا کہا گیا ہے تو پھر تم ان بزرگوں کو اس لقب سے یاد کیوں نہیں کرتے جیسے ان کے متعلق بیٹا کا لفظ استعمال ہوا ہے؟ مگر تم ان کو خدا کا بیٹا نہیں کہتے۔ اسی طرح مسیحؑ کا بھی معاملہ سمجھ لیجیے۔ ان کو بھی نہیں کہنا چاہیے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ بقول مسیحؑ تمام نبیوں کو خدا کہا گیا (یوحنا ۱۰:۳۴) موسیٰؑ کو ہارونؑ کے لیے بمنزلۂ خدا کہا گیا ہے (خروج ۴:۲۲) مگر تم نے کبھی ان کو خدا کے لقب سے یاد نہیں کیا تو پھر خاص مسیح کو خدا کے بیٹے کے لقب سے کیوں یاد کرتے ہو؟ وجۂ فرق بتلائیے! یا تو سب کو کہو یا پھر مسیح کو بھی نہ کہو۔

تمام انسان بوجہ اولادِ آدمؑ ہونے کے بھائی بھائی ہیں۔ ہر انسان دوسرے کا بھائی ہے چاہے وہ اس کا باپ ہو یا بیٹا۔ اس طرح ہر عورت بہن ہے چاہے وہ ماں ہو یا بیٹی۔ اگرچہ یہ حقیقت مسلم ہے مگر باوجود اس کے کبھی کسی انسان نے اپنے باپ کو بھائی نہیں کہا، اپنے بیٹے کو